باقر العلومؑ

حجۃ الاسلام مولانا سید فدا حسین بخاری۔

آسمان امامت وولایت کے پانچویں آفتاب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ۳ صفر یا بعض دوسری روایات کے مطابق یکم رجب ۵۷ھ۔ق مدینہ منورہ میں طلوع ہوئے۔آپ کا نام مبارک ''محمدؐ'' اور کنیت ابو جعفر ہے۔

آپ کے والد گرامی کا نام علی زین العابدینؑ اور والدہ گرامی کا نام ام عبداللہ فاطمہ بنت حسن ہے۔اس طرح امام باقرؑ وہ پہلے امام ہیں جن کے والدین، امام علی بن ابی طالب اور سیدہ فاطمۃ الزہراء کی اولاد میں سے ہیں یعنی دونوں علوی اور فاطمی ہیں۔امام کے مشہور القابات میں باقر، باقر العلوم، شاکر، ہادی اور شبیہ ہیں۔

آپ کی شباہت رسول پاک سے بہت زیادہ تھی، اس لئے آپ کو شبیہ بھی کہتے تھے۔باقر کا لقب آپ کو سرکار رسالتؐ سے ملا ہے جیسا کہ جابر بن عبداللہ، صحابی رسول سے منقول ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر! امید ہے کہ تو دنیا میں زندہ رہے گا، یہاں تک کہ اولاد حسینؑ میں سے میرے ایک فرزند سے ملاقات کرے گا، جس کا نام ''محمدؐ'' ہوگا اور جس کی مجھ سے شباہت ہوگی وہ علم کو شگافتہ اور اس کو کھول کھول کر بیان کرے گا۔پس تو جب اس سے ملاقات کرے تو میرا سلام ان تک پہنچا دینا، توریت میں اس کا نام باقر ہے۔

جابر انصاری، شہادت امام حسینؑ کے وقت بوڑھے ہو چکے تھے، کہا جاتا ہے کہ آپ ہی امام حسینؑ کی قبر کے پہلے زائر ہیں۔جابر انصاری کو اس کا شدت سے انتظار تھا کہ فرزند رسولؐ، حضرت امام محمد باقرؑ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو اور ان تک رسول پاکؐ کا سلام پہنچایا جائے، لہذا بعض دفعہ مسجد نبوی میں بیٹھتے تو یا باقر یا باقر کہتے تھے اور لوگوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوتی تھی۔

ایک دن رسول پاکؐ کے یہ صحابی امام سجاد علیہ السلام کے گھر آئے (اس وقت ان کی بینائی جاتی رہی تھی یا کمزور ہو گئی تھی) وہاں انہوں نے ایک لڑکے کی آواز سنی تو پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ جواب ملا کہ میں محمد بن علی بن حسین ہوں۔جابر کہنے لگے: میرے پاس تشریف لایئے۔امام باقرؑ ان کے پاس آئے تو ان کا ہاتھ پکڑا، اس کا بوسہ دیا پھر بولے ایک دن آپ کے نانا جان رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا تب انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے جابر تم بڑی مدت تک زندہ رہو گے، یہاں تک کہ تم محمد بن علی بن حسین سے ملو گے جو میری اولاد میں ہوگا، خدا اس پر اپنا نور چمکائے گا اور اسے علم سے بھرپور کرے گا۔اے جابر! جب تم میرے اس بیٹے (محمد باقر) سے ملنا تو اسے میرا سلام ضرور پہنچا دینا۔پس اب آپ اپنے نانا کا سلام قبول فرمائیں۔امام باقرؑ نے فرمایا: جب تک آسمان وزمین باقی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ہوتا رہے اور تجھ پر بھی سلام ہوا اے جابر کہ تو نے حضرت کا سلام پہنچایا ہے۔اس وقت جابر نے حضرت سے عرض کی: یا باقر انت الباقر حقاً، انت الذی تبقر العلم بقراً۔اے باقر حق یہ ہے کہ

:آپ باقر ہیں اور وہ ہی ہیں جو علم کو واضح کرے گا۔

جب امام حسینؑ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا گئے تو اس لمبے اور کٹھن سفر میں امام باقرؑ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ کربلا میں آپ کے گھر کے سب مرد اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے، آپ کے والد گرامی بیمار تھے اس لئے کربلا میں جہاد کے لئے نہیں گئے اور مصلحت خداوندی بھی تھی کہ امامت کا سلسلہ باقی رہے اور خود آپ کی عمر بھی تین سال چھ مہینے اور دس دن تھی، اس لئے بچ گئے، لیکن اس سخت وقت میں اپنے خاندان کے دوسرے بڑوں اور بچوں کے ساتھ آپ نے بھوک پیاس برداشت کی اور سختیاں جھیلیں۔

کربلا میں رسول پاک کے خاندان کے مردوں اور ان کے باوفا ساتھیوں کے شہید ہو جانے کے بعد یزیدی افواج نے سامان لوٹ لیا اور خیمے جلا دیئے، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ ان قیدی بچوں میں امام باقرؑ بھی تھے۔ امام سجادؑ جو اس وقت بیمار تھے، ان کو زنجیروں میں جکڑ اگیا۔ یزید کے سپاہی ان قیدیوں کو شہید کے سروں کے ساتھ کربلا سے کوفہ لے گئے، جہاں انہیں ابن زیاد کے دربار میں پیش کیا گیا، کوفہ میں اسیرانِ آل محمد کو دو ہفتے رکھنے کے بعد شام روانہ کر دیا گیا۔ شام کے بازاروں اور دربار یزید میں اور پھر زندانوں میں امام باقرؑ اس کم سنی کے عالم میں قیدیوں کے ساتھ رہے اور دکھ و مصیبت جھیلتے رہے۔

امام عالی مقامؑ کی شہادت کے وقت آپ کی عمر چار سال سے زائد نہ تھی، آپ نے اپنی زندگی کا ابتدائی حصہ اپنے دادا جان حضرت امام حسینؑ کی مقدس آغوش میں بھی گزارا، اپنے والد علی زین العابدینؑ کے ساتھ ۳۹ برس گزارے۔ اس طرح دو معصوم اماموں سے فیض اور برکت حاصل کی۔ آپ کا دور امامت ۱۹ سال پر محیط ہے، اپنے دور امامت میں علوم دین کے دریا بہادیئے اور ایسے ایسے شاگرد تربیت کیے کہ جو اپنے اپنے شعبہ کے ماہر تصور کیے جاتے ہیں۔ ان میں بعض نے کئی علوم پر کتابیں لکھیں۔ یہ آپ کی ہی علمی تحریک تھی اور آپ کا ہی لگایا ہوا پودا تھا جس نے آگے چل کر ثمر آور درخت کی شکل اختیار کی اور امام جعفر صادقؑ نے اس کو مزید نشو و نما دی۔ امام باقر علیہ السلام کی ذات اقدس، انکی عبادات، جود و کرم، زہد و تقویٰ، شجاعت و بہادری اور سب سے بڑھ کر ان کے علمی کمالات کا احاطہ کرنا عام انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اس لئے کہ غیر معصوم، معصوم کے مقام و منزلت کو کما حقہ سمجھ نہیں سکتا ہے۔ سمجھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اثر کو دیکھ کر موثر کی عظمت کو سمجھو، استاد کو سمجھنا ہو تو دیکھو کہ اس نے کیسے کیسے شاگرد تربیت کیے ہیں شاگردوں کے علمی مدارج اور کمالات سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے استاد ان کے تربیت کرنے والا کس قدر عظیم ہے۔ ہم امامؑ کے بعض شاگردوں کے متعلق نہایت مختصر انداز میں بیان کرتے ہیں۔

جابر بن یزید جعفی:

امام باقرؑ کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ یہ عظیم محدث مجتہد تھے وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے ۷۰ ہزار حدیثیں اخذ کیں ہیں اتنی حدیثیں کسی اور نے نہیں لیں۔ ایک دفعہ میں نے خدمت امامؑ میں عرض کیا: میں نے آپ سے اتنا علم اور اسرار حاصل کیے ہیں (اب اس کو آگے منتقل کرنے کے لئے اہل افراد نہیں ملتے) ان کا بوجھ اور سنگینی کبھی کبھی مجھے محسوس ہوتی ہے اور میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے تو اس پر امامؑ نے فرمایا: اگر ایسی حالت پیدا ہو تو صحراء کی طرف جاؤ، وہاں گودال کھودو اور وہاں ہماری حدیثیں بیان کرو۔

جابر جعفی امامؑ سے نقل کرتے ہوئے اس طرح الفاظ استعمال کرتے ہیں: حدثني وصي الاوصياء ووارث علم الانبياء محمد بن علي بن الحسين۔ وصی اوصیاء اور انبیاء کے علوم کے وارث محمد بن علی بن حسین نے حدیث بیان فرمائی۔

جابر کہتے ہیں: میں نے اٹھارہ سال امام سے کسب فیض کیا۔ امام نے فرمایا اے جابر یہ کافی نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا آپ علم کا ایسا سمندر ہیں جس کا پانی ختم ہونے والا نہیں اور اس کی گہرائی تک پہنچا نہیں جا سکتا۔

امامؑ نے فرمایا: بلغ شيعتي عني السلام و أُعلمهم انه لا قرابة بيننا و بين الله عزوجل و لايتقرب اليه الا بالطاعة له۔ يا جابر من اطاع الله و احبنا فهو ولينا و من عصىٰ الله لم ينفعه حبُنا۔

اے جابر! میرا اسلام میرے شیعوں تک پہنچا دینا اور انہیں بتا دینا کہ ہماری اور خدا کی رشتہ داری نہیں ہے۔ جو بھی اللہ سے اور ہم سے محبت کرتا ہے تو وہ ہمارا دوست ہے اور جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اس کو ہماری محبت فائدہ نہیں پہنچاتی۔

جابر جعفی کے متعلق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رحم الله جابر الجعفي كان يصدق علينا۔ خدا جابر جعفی پر رحم کرے وہ ہماری احادیث کو صحیح اور سچائی کے ساتھ نقل کرتے تھے۔ امام صادقؑ نے زرارۃ، ابو بصیر، برید بن معاویہ و محمد بن مسلم کے متعلق فرمایا: یہ ان افراد میں سے ہیں جن کے متعلق قرآن میں ارشاد ہے: والسابقون السابقون آولئكَ المقربون۔ ان شاگردوں میں سے ہر کوئی ممتاز شخصیت اور مرجع بزرگ تھے۔ محمد بن مسلم نے امام باقرؑ سے تیس ہزار حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

ابان بن تغلب: امام باقرؑ کے ممتاز اور منفرد شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں امام زین العابدینؑ اور امام جعفر صادقؑ سے بھی علم حاصل کیا۔ انہوں نے کتاب غریب القرآن جس میں قرآن کے نادر اور مشکل الفاظ کے معنی لکھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ فیروز پوری، مفردات القرآن اردو کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: غریب القرآن کے سلسلے مین حضرت عبداللہ بن عباس کے ابان بن تغلب کا نام لیا جاتا ہے جو قاری، فقیہ ہونے کے علاوہ لغت کے عظیم المرتبت عالم تھے۔ ابن ندیم اپنی کتاب الفہرست میں لکھتے ہیں: غریب القرآن کے سلسلے میں حضرت عبداللہ بن عباس کے بعد ابان بن تغلب کا نام لیا جاتا ہے جو

قاری وفقیہ ہونے کے علاوہ لغت کے عظیم المرتبت عالم تھے۔ابن ندیم اپنی کتاب الفہرست میں لکھتے ہیں: معانی القرآن پر سب سے پہلی کاوش ابان بن تغلب کی طرف سے عمل میں آئی اور قرائت قرآن پر بھی پہلی کتاب انہی کی ہے۔

آجکل بعض لوگ جو مرجعیت کے نظام کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ امام زمانہؑ کے بہت بعد مرجعیت کا نظام شرع ہوا ہے ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے آئمہ اطہارؑ اور ان کے پرودہ شاگردوں کی زندگی کا مطالعہ نہیں کیا۔یہ علیحدہ بات ہے کہ امام معصوم کے ہوتے ہوئے انہوں نے اپنے آپ کو راویانِ حدیث ہی کہلایا، لیکن وہ استنباط کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور پھر امام کے ہوتے ہوئے اجتہاد کی اس طرح سے ضرورت نہیں ہوتی تھی، چنانچہ امام باقرؑ ایک حدیث میں ابان بن تغلب کے بارے میں فرماتے ہیں:اجلس فی مسجد المدینة و اَفتِ الناس فانی احب ان یریٰ فی شیعتی مثلك ۔اے ابان!مدینہ کی مسجد میں بیٹھو اور لوگوں کو فتویٰ دو، مجھے پسند ہے کہ اپنے شیعوں میں تجھ جیسے شخص کو دیکھوں۔اس حدیث میں امام باقرؑ ابان بن تغلب سے فتویٰ دینے کا حکم دے رہے ہیں۔

امامؑ کے بعض دوسرے شاگرد جنہوں نے بالواسطہ یا بلا واسطہ کسب فیض کیا، ان میں بڑے بڑے نام ہیں جن میں کیسان بجستانی، ابن مبارک، زہری، اوزاعی، ابو حنیفہ، مالک، زیاد بن منذر، زرارہ ابن اعین اور ابوبصیر جیسے افراد کے نام شامل ہیں۔اہل سنت کے مذاہب آئمہ اربعہ نے بھی امام کی شاگردی کا شرف حاصل کیا ہے۔

مقالے کا اختتام امام باقرؑ کی حدیث سے کرتے ہیں: قال الباقر علیہ السلام:عالم ینتفع بعلمه افضل من سبعین الف عابد ۔ایسا عالم جس کے علم سے (لوگ بہرہ مند ہوں) فائدہ اٹھایا جائے، وہ ستر ہزار عابدوں سے بہتر ہے۔

قارئین محترم!وہ علماء جنہوں نے امام کے علم دریا سے اپنی پیاس بجھائی اور دوسرے کو اس علم کی برکت سے جہالت سے نکال کر روشنی کی طرف لائے وہ ستر ہزار عابدوں سے افضل ہے قرار پائے تو یہ امام جو دریائے علم بے کراں ہے، اس کے مقام کو کون سمجھ سکتا ہے۔

درست فرمایا حضرت امیر المومنینؑ نے کہ ان پر ہماری جانیں قربان ہوں کہ امت کا قیاس آل محمدؐ پر نہیں کیا جاسکتا۔

فرزند امام باقرؑ ، امام خمینیؒ نے اپنی وصیت میں ارشاد فرمایا:ہمیں فخر ہے کہ ہمارے پاس امام باقرؑ جیسی ہستی ہے جو اولین وآخرین کے عالم ہیں اور ان کے مرتبہ کو سوئے خداوند و رسولؐ وآئمہ اطہارؑ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔